رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵   THE ALFAZL QADIAN   رجسٹرڈ ایل نمبر ۳۵

قُلْ إِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيهِ مَنْ يَشَاءُ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ

دیں کی نصرت کیلئے اک آسماں پر شور ہے   (عَسٰى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا)   اب گیا وقت خزاں آئے ہیں پھل لانیکے دن

الفضل

دنیا میں ایک نبی آیا پر دنیا نے اسکو قبول نہ کیا لیکن خدا اُسے قبول کریگا۔ اور بڑے زور آور حملوں سے اسکی سچائی ظاہر کر دیگا۔ (الہام حضرت مسیح موعود)

مضامین بنام ایڈیٹر

کاروباری امور کے متعلق خط و کتابت بنام منیجر ہو

ایڈیٹر: غلام نبی ✽ اسسٹنٹ مہر محمد خان

فہرست مضامین

نمبر ۴۴ | مورخہ ۴ر دسمبر سنہ ۱۹۲۲ء | یوم دوشنبہ | مطابق ۱۴ر ربیع الثانی سنہ ۱۳۴۱ھ | جلد ۱۰

سنہ ۱۹۲۲ء کا سالانہ جلسہ

خدا تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اس سال ہمارا سالانہ جلسہ ۲۵-۲۶-۲۷ دسمبر بروز پیر۔ منگل بدھ ہوگا۔ جلسہ کا پروگرام اسی پرچہ میں دوسری جگہ شائع کیا جاتا ہے امید ہے احباب ابھی سے جلسہ میں شمولیت کیلئے اپنی تیاری شروع کر دینگے۔ اور اپنے ساتھ دوسرے اصحاب کو بھی لانے کی کوشش میں لگ جائینگے۔

گذشتہ سال کے جلسہ سے اس سال کا جلسہ زیادہ پُر رونق اور کامیاب بنانے کیلئے احباب خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔ کہ اس سال انہوں نے کس قدر کوشش کی تھی۔ اور اب کتنی کرنی چاہیئے۔

مدینۃ المسیح

میاں عبدالسلام صاحب خلف حضرت خلیفہ اول کے رخصتانہ کیلئے جو حضرات کلکتہ گئے تھے۔ ۲ر دسمبر دلہن کو لیکر واپس آگئے۔ اس موقعہ پر ہم پھر ساری جماعت کی طرف سے خاندان حضرت خلیفہ اول کو مبارکباد عرض کرتے ہیں۔

جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب بعارضہ بخار بیمار ہو گئے۔ احباب ان کی صحت کیلئے دعا فرما دیں۔

بیرونجات سے تشریف لانے والے اور مقامی احباب کو ان دنوں حسب ذیل درسوں سے مستفیض ہونے کا موقع مل رہا ہے۔ بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا درس قرآن بعد نماز مغرب جناب میر محمد اسحٰق صاحب

پروگرام جلسہ سالانہ

جماعت احمدیہ قادیان بابت ۱۹۲۲ء

پہلا دن ۲۵ر دسمبر ۱۹۲۲ء (سوموار)

پہلا اجلاس

۹½ سے ۱۰ بجے تک نظم و تلاوت
۱۰ سے ۱۱ " " "نبوت مسیح موعودؑ" مولوی سرور شاہ صاحب
۱۱ " ۱ " " معیار صداقت انبیاء حافظ روشن علی صاحب
ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

۲ بجے سے ۲½ بجے تک تلاوت و نظم
۲½ " " ۳ " " رپورٹ صدر انجمن احمدیہ
۳ " " ۴ " " مولوی ثناء اللہ امرتسری کے ساتھ آخری فیصلہ — مولوی غلام الدین صاحب سنوری
۴ " " ۴½ " " رپورٹ صیغہ تعلیم و تربیت
۴½ " " ۵ " " امور عامہ

دوسرا دن ۲۶ر دسمبر ۱۹۲۲ء (منگل)

پہلا اجلاس

۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک تلاوت و نظم
۱۰ " " ۱۱½ " " ختم نبوت (شیخ عبدالرحمن صاحب مصری)
۱۱½ " " ۱۲½ " " وفات مسیح (میر محمد اسحٰق صاحب)
۱۲½ " " ۱ " " رپورٹ صیغہ تالیف و اشاعت
ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر دو بجے شروع ہوگی

تیسرا دن ۲۷ر دسمبر ۱۹۲۲ء (بدھ)

پہلا اجلاس

۹½ بجے سے ۱۰ بجے تک تلاوت و نظم
۱۰ بجے سے ۱۱ بجے تک عیسائیت اور ہمارے اعتراضات
(چوہدری ظفر اللہ خاں صاحب بیرسٹر ایٹ لاء)
۱۱ بجے سے ایک بجے تک رپورٹ صیغہ بیت المال۔
اپیل۔ فراہمی چندہ
ایک بجے سے دو بجے تک نماز ظہر و عصر

دوسرا اجلاس

حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ کی تقریر دو بجے شروع ہوگی

فتح محمد سیال
ناظر تالیف و اشاعت قادیان

رپورٹ ہفتہ وار لنگر خانہ حضرت مسیح موعودؑ

۲۲ر نومبر ۱۹۲۲ء لغایت ۲۸ر نومبر ۱۹۲۲ء

آمد مہمانان ہفتہ زیر رپورٹ میں ۹۹ مہمان تشریف لائے۔ اور یہ مہمان کشمیر امرتسر گورداسپور ملتان۔ مظفر نگر۔ گجرات۔ کپورتھلہ ہوشیار پور۔ جالندھر۔ سیالکوٹ اور لاہور کے تھے۔

خرچ اجناس اس ہفتہ میں مندرجہ ذیل اجناس خرچ ہوئیں۔ آرد گندم ۲۲ من بارہ ثار پختہ دال نخود ۴ ۲ ثار۔ دال ماش ۲½ ۳۲ روغن زرد ½ ۷ ثار چانول ¼ ۳ ۷ ثار دال مونگ ۷ ثار چینی ½ ۴ ثار

ان اجناس کے علاوہ گوشت دودھ ترکاری ایندھن۔ تیل مٹی۔ سٹیشنری وغیرہ وغیرہ اشیاء پر جو نقدرقم اس ہفتہ میں خرچ ہوئی وہ ۲۸ روپے ۳ آنے ۱۰ پائی ہے۔

لنگر خانہ کھانا کھانے والوں کی تعداد اس ہفتہ میں نئے اور پرانے مہمان ملا کر کھانا کھانے والوں کی تعداد دو ہزار پانچ سو چھیاسی ہے۔ یعنی چودہ وقتوں کی کل حاضریوں کی یہ تعداد ہے۔

ضروریات لنگر و مہمان خانہ کمبلوں بستروں اور دیگر پارچات کی بہت ضرورت ہے۔ احباب توجہ فرما دیں۔

سید میر محمد اسحاق۔ افسر لنگر خانہ

رپورٹ صیغہ محاسب و بیت المال

از ۲۳ تا ۲۹ نومبر ۱۹۲۲ء

اس ہفتہ کی آمد ۶۔۱۱۔۱۹۰۴ ہے۔ جس میں ۰۔۳۔۸۷۳ جلسہ سالانہ کا چندہ بھی شامل ہے۔ جو بہت کم ہے۔ امید ہے۔ کہ احباب اس طرف جلد توجہ فرمائینگے۔

محمد اشرف محاسب صدر و بیت المال

حصہ داران احمدیہ سٹور کو اطلاع

احمدیہ سٹور کے متعلق حصہ داران سٹور کی مجلس منعقدہ ۲۹ لغایت یکم نومبر ۲۲ء میں سٹور کا آئندہ انتظام ایک بورڈ آف ڈائرکٹرز کے سپرد کیا گیا۔ اور سردست مینجنگ ڈائرکٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی عرفانی ایڈیٹر الحکم کو بورڈ آف ڈائرکٹرز نے منتخب کیا ہے۔ روئداد مذکور بہت جلد طبع کرا کر حصہ داران کو بھیجی جاویگی۔ واپسی روپیہ کی درخواستوں کے متعلق سٹور کے ڈائرکٹر قواعد وغیرہ جلد شایع کرنے کی انشاء اللہ کوشش کریں گے۔ یہ سطور محض عام اطلاع کے لئے شایع کی جاتی ہیں۔ کہ اگر حصہ داروں کے خطوط یا استفسارات کے جواب میں اب تک توقف ہوا ہو تو وہ معاف کریں۔ کام کو باقاعدہ بنانے کی خدا کے فضل اور توفیق سے کوشش ہو رہی ہے۔ آئندہ خط و کتابت مینجنگ ڈائرکٹر احمدیہ سٹور قادیان کے پتہ سے ہونی چاہیئے کیونکہ میں نے آج چارج مینجنگ ڈائرکٹر صاحب کو بکلی دیدیا ہے۔

ناظر امور عامہ ۲۹ر نومبر ۱۹۲۲ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان۔ مورخہ ۴ دسمبر ۱۹۲۲ء

بانی آریہ سماج
کی
پراسرار زندگی

۲۳ نومبر ۱۹۲۲ء کے الفضل میں ہم نے بانی آریہ سماج کی گمنام زندگی کے عنوان سے ایک مضمون اس تحقیقاتی رپورٹ کی بنا پر لکھا تھا جو پنڈت دیانند صاحب کی جائے ولادت اور حسب نسب معلوم کرنے کے لئے آریوں نے بنائی تھی اور ان اختلافات کا ذکر کرنے کے بعد جو تھوڑے ہی عرصہ کے اندر آریوں میں بھی بارے پیدا ہو چکے ہیں۔ لکھا تھا کہ

"جبکہ بقول (ممبران تحقیقاتی کمیٹی) کے پنڈت دیانند نے اپنے ابتدائی حالات کو جان بوجھ کر گپت رکھا ہے تو ان کا کھوج لگانا کہاں تک پنڈت صاحب موصوف کی منشاء کے مطابق ہو سکتا ہے۔"

اس کے ساتھ ہی یہ بھی گذارش کی تھی۔ کہ

"کیا پنڈت صاحب کا اپنی پہلی زندگی اپنے وطن حتی کہ اپنے ماں باپ تک کو پوشیدگی میں رکھنا ظاہر نہیں کرتا کہ وہ اپنی باتوں سے دوسروں کے آگاہ ہونے کو اپنے لئے سخت نقصان دہ سمجھتے تھے۔ اور انہیں لیپا پوتی کا ڈر تھا جو ان کے سارے کئے کرائے پر پانی پھیر دیتی ورنہ اپنے اسی قسم کی حالات کو پوشیدہ رکھنے کی انتہائی کوشش کرنے کی اور کیا وجہ ہو سکتی ہے۔"

"آریہ گزٹ" نے ان الفاظ کے اس آخری حصہ کو چھوڑ کر جس میں کسی ایسی وجہ کے معلوم کرنے کی خواہش ظاہر کی گئی تھی۔ جو ہماری بیان کردہ رائے کے خلاف پنڈت دیانند صاحب کے لئے اپنے حسب نسب۔ ماں باپ جائے ولادت وغیرہ کو پوشیدہ رکھنے کا باعث ہوئی ہو۔ باقی عبارت نقل کرتے ہوئے لکھا ہے۔ "الفضل قادیانی مرزائیوں کی گورنمنٹ کا سرکاری اخبار ہے۔ اور ہمیشہ بازاری زبان میں آریہ سماج اور مہاراج دیانند کے خلاف اپنی غلام احمدی تہذیب کا ثبوت دیتا رہتا ہے۔"

اس کے متعلق ہم گذشتہ باتوں سے قطع نظر کرتے ہوئے زیر بحث تحریروں سے ہی دکھانا چاہتے ہیں۔ کہ بازاری زبان استعمال کرنے کا مرتکب "الفضل" ہے یا "آریہ گزٹ"۔

ہم اپنے الفاظ تو اوپر لکھ آئے ہیں۔ ذیل میں اس مجموعہ اخلاق و تہذیب کا نمونہ پیش کرتے ہیں۔ جو آریہ گزٹ نے ان کے متعلق کی ہے۔

ہم پر بازاری زبان کے استعمال کا الزام لگانے والا شریف مہذب اور خوش کلام "آریہ گزٹ" اپنی شرافت اور تہذیب کا ثبوت دیتا ہوا لکھتا ہے (نقل کفر کفر نباشد)

"ظالم اور سفاک الفضل کے مالکوں کے دل سے خوف خدا نکل چکا ہے۔ اب وہ اپنے مرشد غلام احمد اور اس کے بیٹے ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھے ہیں۔ اور اس غرور میں بھول گئے ہیں کہ معصوموں پر اتہام لگانے والے مجرم بیخ و بن سے اکھڑ جاتے رہے ہیں۔ جیسا کہ معصوموں کے سرتاج رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر اتہام لگانے والے مجرم پنڈت دیانند کا حال ہوا۔ الفضل! کٹر سے کٹر مخالف بھی آج تک مہاراج دیانند کے کیرکٹر پر دھبہ لگانے کی جرات نہیں کر سکے۔ لنگوٹ بند سنیاسی کے متعلق ایسی بیہودہ سرائی کرنا خود اپنے پیغمبروں اور حضرتوں کی کرتوتوں کو طشت از بام کرنا ہے۔ ملعون گزٹ ازدواج اور متعہ کے [illegible] کیا خبر کہ پاکیزگی کیا ہوتی ہے۔ جہاں آسمانی نکاحوں کی حیلہ سازیاں ہوتی ہیں۔ جہاں جب دیکھا اس کو پکڑ کر عورت بنا لینے کے مجرمانہ خیال نہیں ہوتے۔ لیکن یاد رہے تم معصوموں پر اتہام لگانے سے ڈرتے نہیں ہو۔ یاد رکھو تمہارے گناہ حضرت محمد اور میاں غلام احمد کی سفارش سے بھی معاف نہیں ہو سکیں گے اور تمہیں دوزخ کی ہمیشہ جلنے والی آگ میں تڑپنا ہوگا۔"

اگرچہ ہماری تحریر میں ایک لفظ بھی تہذیب سے گرا ہوا نہیں ہے۔ اور نہ اس میں پنڈت دیانند صاحب کے کیرکٹر کے اس حصہ کے متعلق جس کی طرف "آریہ گزٹ" نے "لنگوٹ بند سنیاسی" کے الفاظ میں اشارہ کیا ہے۔ براہ راست کچھ کہا گیا ہے۔ تاہم ہماری ضرب ایسی کاری اور زبردست ثابت ہوئی کہ "آریہ گزٹ" تلملا اٹھا۔ اور چور کی داڑھی میں تنکا کی مثل کے مطابق خود بخود اس کی آنکھوں کے سامنے اپنے سوامی کے کیرکٹر کا وہ حصہ آ گیا جس کی پردہ پوشی اس نے بد زبانی اور فحش کلامی سے کرنی چاہی۔ اور خیال کر لیا کہ پنڈت دیانند کی زندگی کے اس پہلو کو پبلک میں آنے سے روکنے کا صرف یہی طریق ہے کہ متانت اور شرافت کو بالائے طاق رکھ کر بے نقط سنائی جائیں۔ مگر ہم ایسی بد تہذیبی سے ڈرنے والے نہیں ہیں۔ اور اس کے متعلق صرف اتنا [illegible] اور فحش کلامی کے "آریہ گزٹ" نے ایک لفظ بھی اس بارے میں نہیں کہا۔ کہ پنڈت دیانند صاحب کیوں اپنے آپ کو گمنامی میں رکھنے کی انتہائی کوشش کرتے رہے۔ کیوں انہوں نے اپنے وطن اور اپنے ماں باپ اور اپنے رشتہ داروں کا اتہ پتہ نہ بتایا۔ کیوں اپنے ایام بچپن اور جوانی کے دوستوں اور ہمجولیوں کو انہوں نے کبھی یاد نہ کیا۔ اور کیوں وہ ساری عمر اپنے آپ کو اپنے عزیزوں سے پوشیدہ رکھنے کی ضرورت محسوس کرتے رہے کہ انہوں نے خود کہا "ایک دفعہ بچپن میں میرے گاؤں کے کچھ لوگ مجھے ملے تھے۔ لیکن میں نے ان کو پہچان نہیں دی۔ اس کے بعد آج تک کسی سے ملاقات نہیں ہوئی۔"

(تحقیقاتی رپورٹ صفحہ ۔)

پنڈت دیانند صاحب کو اپنے ہم وطنوں سے اس قدر خوف زدہ ہونے اور ان سے دور دور بھاگنے کی جب تک آریہ صاحبان کوئی معقول وجہ نہ بیان کریں اس وقت تک ہماری اس رائے کو جسے ہم نے تو بہت نرم الفاظ میں ادا کیا ہے۔ لیکن خود آریہ گزٹ نے اس کے ایک خاص حصہ کی زیادہ وضاحت کر دی ہے ہرگز نہیں جھٹلا سکتے۔

کیا آریہ گزٹ کی نظر سے تحقیقاتی رپورٹ کا وہ حوالہ نہیں گذرا۔ جس میں بڑی صفائی کے ساتھ اعتراف

کیا گیا ہے کہ پنڈت دیانند صاحب اپنی پہلی زندگی کے واقفوں اور آشناؤں سے اپنے آپ کو درپردہ رکھنے کی ہمیشہ کوشش کرتے رہے ہیں۔ اور وجہ یہ ہیں۔

"سوامی دیانند اپنے جنم ستھان کو گپت ہی رکھنا چاہتے تھے۔ یدی وہ اپنے جنم ستھان کا نام اور جنم درش دونوں تبلا دیتے۔ تو پھر ماتا پتا کا پتہ لگانا کوئی کٹھن نہ تھا!"

"رشی سب لوگوں سے اپنا جنم ستھان چھپاتے تھے" صفحہ

ہم "آریہ گزٹ" سے پوچھتے ہیں۔ آخر کیا وجہ اور کیا باعث تھا پنڈت صاحب کے اس طرح چھپنے اور پوشیدہ رہنے کا۔ سوائے اس کے جو ہم نے بیان کیا اور جسپر "آریہ گزٹ" نے رذیل سے رذیل اقوام کو بھی گالیاں دینے میں مات کر دیا۔ اگر زیادہ سے زیادہ کچھ کہا جا سکتا ہے۔ تو یہ کہ پنڈت صاحب کو ڈر تھا کہ ان کے رشتہ دار ان کو پکڑ کر لیجائیں۔ اور اس کارروائی سے روک دیں۔ جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ لیکن اول تو ایک ایسے شخص کے لئے جو ایک قدیمی مذہب کی اصلاح اور درستی کرنے کا مدعی ہو کر کھڑا ہوا اس قسم کا خوف اس کی بزدلی اور نامردی پر دلالت کرتا ہے۔ دوسرے یہ خطرہ ہی سرے سے بے بنیاد اور بے اصل تھا۔ کیونکہ اسی تحقیقاتی رپورٹ میں لکھا ہے کہ

"ریوا شنکر برہمچاری کی نانی کیسر یا گاؤں پر یاگ تیرتھ کرنے گئی تھی۔ اور وہاں اس نے سوامی دیانند کو دیکھا تھا۔ اور پہچان لیا تھا۔ اور گھر میں آکر تبلایا تھا۔ کہ مول جی دیانند سرسوتی بن گیا ہے۔ اور مورتی کا بڑا کھنڈن کرتا ہے" صفحہ

کیسر یا بالی خاص اس گاؤں کی بتائی گئی ہے۔ جہاں پنڈت دیانند صاحب کی پیدائش سمجھی جاتی ہے۔ اس لئے ظاہر ہے کہ وہاں کے لوگوں کو پنڈت دیانند صاحب کے متعلق پورا علم ہو گیا تھا۔ کہ وہ کہاں کس حالت میں اور کیا کرتے ہیں۔ لیکن انہوں نے ان کی طرف ذرا بھی توجہ نہ کی۔ اور ان کے متعلق پوری بے اعتنائی سے کام لیا۔ پس یہ خطرہ بھی اگر تھا۔ تو باطل تھا۔ اور اس کی کچھ بھی حقیقت نہ تھی۔ پھر کیوں پنڈت دیانند جی ساری عمر اپنے واقف کاروں سے منہ چھپائے اور بغیر پتہ بتائے پھرتے رہے۔ اس کی کوئی معقول وجہ بتانا "آریہ گزٹ" کا کام ہے۔ ورنہ اس کی بیہودہ سرائی اور فحش کلامی کسی کو یہ یقین کرنے سے نہیں روک سکتی۔ کہ چونکہ پنڈت صاحب کی ابتدائی زندگی نہایت بد حالات میں گذری تھی! ان کے ہموطنوں کو ان کے ایسے راز معلوم تھے جن کا افشا ان کے لئے شرم و ندامت کا باعث تھا۔ ان کے ماں باپ ان کی ایسی کارروائیوں سے آگاہ تھے۔ جنہیں وہ اپنے بیٹے کی نہ صرف خود سری اور خود رائی بلکہ اپنے مقدس اعتقادات کی سخت بے ادبی کرنے پر ضرور بیان کر دیتے اس لئے پنڈت صاحب نے یہی مناسب سمجھا۔ اور اس کے لئے ساری عمر کوشش کرتے رہے۔ کہ ان کا کسی کو کھوج نہ لگے۔ اور کوئی معلوم نہ کر سکے۔ کہ ان کی پہلی عمر اور زندگی کن اشغال میں گذری ہے۔

لیکن کیا ایسے شخص کی یہ کوشش جس نے تمام مذاہب کے مقدس بانیوں پر لغو ترین الزامات لگانے میں ذرا بھی شرم و حیا سے کام نہیں لیا۔ اس امر کا ثبوت نہیں ہے۔ کہ اس نے دوسروں کے آئینہ میں اپنی شکل کو ہی دیکھا۔ اور وہ تمام برائیاں جو اس نے مقدس لوگوں کی طرف منسوب کیں ان کا خود مرتکب تھا۔

حضرت مسیح موعود کی شخصیت اور غیر مبایعین

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسالہ "پیغام صلح" میں ہندو مسلم اتحاد کی جو تجویز پیش فرمائی ہے۔ اس کا حوالہ دیتے ہوئے اخبار "پیغام" (۲۲ نومبر) لکھتا ہے۔

"ہم مانتے ہیں کہ حضرت مرزا صاحب کے ماننے والے تھوڑے اور نہ ماننے والے بہت ہیں۔ اس لئے ان (حضرت مسیح موعود) کی تجاویز سے ممکن ہے۔ کہ بعض لوگوں کو اختلاف ہو۔ لیکن اگر ان کی شخصیت کو علیحدہ کر کے دیکھا جائے تو اصل تجویز میں کوئی ایسی بات نہیں۔ جس کو عقلمند قبول کرنے کے لئے تیار نہ ہوں"

غیر مبایعین کے دل میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جو قدر و قیمت رہ گئی ہے۔ اس کا کسی قدر اندازہ مذکورہ بالا الفاظ سے لگایا جا سکتا ہے جن کا صاف مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت مرزا صاحب کی شخصیت تو ایسی ہے۔ جسے کوئی عقلمند قبول کرنے کے لئے تیار نہیں ہو سکتا ہاں اگر آپ کی شخصیت کو علیحدہ کر دیا جائے۔ تو پھر آپ کی تجاویز ایسی ہیں۔ جنہیں عقلمند قبول کر سکتے ہیں۔

آہ! کیا ہی افسوس کا مقام ہے کہ وہ مقدس انسان جو دنیا کو روحانی زندگی دینے کے لئے مبعوث ہوا۔ جس نے اسلام کے مردہ قالب میں جان ڈالدی۔ جس کے ذریعہ خدا تعالےٰ نے اپنی جلوہ نمائی کی۔ اس کی شخصیت کو وہ لوگ جنہیں اس کے قبول کرنے کا دعویٰ بھی ہے۔ ایسا نکما اور فضول قرار دے رہے ہیں۔ کہ اگر اس کی تجاویز کے ساتھ اس کی شخصیت کو بھی پیش کیا جائے۔ تو ان کے نزدیک کوئی عقلمند انہیں قبول نہیں کر سکتا البتہ اگر آپ کی شخصیت کو علیحدہ کر دیا جائے تو وہ تجاویز قابل قبول ہو سکتی ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شخصیت کے متعلق جن لوگوں کا یہ خیال ہے۔ کیا انہیں آپ کے پیرو اور احمدی کہلانے کا کوئی حق ہو سکتا ہے۔

مسلمانان ہند اور اشاعت اسلام

معزز معاصر "پیسہ اخبار" "اشاعت اسلام کی اشد ضرورت" کے عنوان سے اپنے افتتاحیہ (۲۲ نومبر) میں نیچ اقوام کو مسلمان بنانے کی تحریک کرتا ہوا لکھتا ہے۔

"اس وقت ملک میں صرف ایک احمدیہ جماعت ہی اشاعت اسلام کا باقاعدہ کام کر رہی ہے"

اس کے ساتھ دوسرے مسلمانوں کے متعلق لکھتا ہے۔

"تمام مسلمانوں کی کوئی انجمن اشاعت اسلام نہیں ہے" یہ کیوں اس لئے کہ مسلمانوں کو مذہب کی طرف توجہ نہیں اور ان کے نزدیک سب کچھ سیاسی سیاست ہے۔ اور سیاست میں پڑ کر مذہب سے قطعاً لاپرواہ ہو چکے ہیں۔ برخلاف اس کے ہندو صاحبان کو دیکھئے سیاست میں بھی حصہ لے رہے ہیں۔ لیکن اپنے مذہب کی اشاعت سے نہ صرف غافل نہیں ہیں۔ بلکہ سیاسی ذرائع کو بھی اس کے لئے استعمال کر رہے ہیں۔ چنانچہ کانگریس کے فنڈ سے نیچ اقوام کو ہندو بنانے کے لئے کافی روپیہ خرچ کیا جاتا ہے۔ اور کانگریسی ہندو لیڈر [illegible] وہ بھی اپنے لیڈر بنا لیا۔ کیا اچھا ہو کہ مسلمان اپنے مذہب کو سب پر مقدم

بسم اللہ الرحمن الرحیم — نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز

۱۷ ار نومبر ۱۹۲۲ء

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

اقسام فنون

دنیا میں فنون دو قسم کے ہوتے ہیں۔ ایک فن وہ ہوتے ہیں۔ کہ جن کے دیکھنے اور استعمال کرنے کا مقصد، نتیجہ اور مدعا صرف دل کی خوشی اور تماشا ہوتا ہے۔ وہ سب خوبصورت نظر آتے ہیں۔ لوگ ان کو دیکھنے آتے ہیں۔ اور پسند کرتے ہیں۔ دیکھنے والے ان فنون کے ماہروں پر واہ واہ بھی کرتے ہیں۔ لیکن ان کا اثر اس محفل تک ہی ہوتا ہے۔ اور مجلس کے علاوہ بنی نوع انسان پر ان کا کچھ بھی اثر نہیں ہوتا۔ لوگ ان فنون والوں کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر جب جدا ہوتے ہیں تو بھول جاتے ہیں۔ مگر ایک وہ فنون ہیں۔ جن پر لوگ تعریف نہیں کرتے۔ اور دیکھنے والے ان لوگوں کے گرد جمع نہیں ہوتے ان کو دیکھنے کے لئے لوگ خرچ تو کہاں کرینگے۔ اگر کہا جائے کہ کچھ دینگے۔ تب بھی جمع نہیں ہوتے۔ باوجود اس کے یہ کام فی حد ذاتہٖ مفید ہیں۔ اور لوگوں کے لئے ان کے اچھے نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

مفید کام کی مثال

مثلاً انجینئر ہے۔ یورپ میں اس فن نے بڑی ترقی کی ہے۔ یورپ میں اس پیشہ میں کمال رکھنے والوں کو "نواب" کے خطاب ملتے ہیں۔ ان کی سب سے بڑی تعریف یہ ہوتی ہے۔ کہ یہ شخص بڑا قابل ہے یا بڑا اچھا بنانے والا ہے۔ مگر سوال یہ ہے کہ اس کا فائدہ کیا ہے۔ یورپ میں لوگ تیس تیس روپیہ دیکر تھیٹروں میں جاتے ہیں۔ یہاں اتنا تو نہیں۔ ہاں پانچ پانچ دس دس روپیہ تک یہاں بھی خرچ کر دیتے ہیں۔ اور تماشا دیکھتے ہیں۔ مگر دیکھنا یہ ہے کہ اس تماشا دیکھنے کا ان پر۔ ان کے دوستوں پر ان کے محلہ والوں پر ... شہر والوں پر۔ ملک والوں کی زندگی پر کیا اثر ہوتا ہے۔ اور کیا فائدہ پہنچتا ہے۔ اس میں شک نہیں۔ لوگ تھیٹروں میں بعض اوقات ہنس بھی پڑتے ہیں۔ اور بعض اوقات رو بھی پڑتے ہیں۔ مگر تھیٹر کا جتنا بھی اثر ہوتا ہے۔ وہ وہیں ختم ہو جاتا ہے۔

مفید کام کی مثال

مگر اس کے مقابلہ میں ایک شخص دریا پر ایک پل بناتا ہے۔ جس کا بنانا ہزاروں لاکھوں انسانوں کے لئے مفید ہے۔ مثلاً ایک شخص کے رشتہ دار دریا کے پار رہتے ہیں۔ ان میں سے کوئی ایک بیمار ہے۔ دریا پر پل نہ ہو۔ اور دریا زوروں پر ہو۔ تو وہ اپنے رشتہ دار کی خبر نہیں لے سکتا۔ یا ایک شخص کی دریا کے پار تجارت ہے۔ مگر دریا میں پانی زیادہ ہو۔ تو وہ دریا کے پار نہیں جا سکیگا۔ یا کسی شخص نے دریا کے پار اپنی ملازمت پر جانا ہے۔ دریا میں طغیانی ہے۔ وہ کس طرح جا سکتا ہے۔ لیکن جب دریا پر پل بن گئے۔ تو دریا کے پار جانا ان کے لئے کچھ بھی مشکل نہ رہا۔ باوجود اس قدر مفید ہونے کے لوگ جب پل بن رہا ہو۔ پیسہ خرچ کرکے اسکو دیکھنے کے لئے نہیں جاتے۔ اگر کہا جائے۔ کہ فلاں دریا پر انجنیر پل بنا رہے ہیں۔ چلو دیکھو۔ تو لوگ کہینگے کیا ہماری عقل ماری گئی ہے۔ کہ وہاں وقت ضائع کریں۔ اگر کسی نکمے انسان کو کچھ دیا بھی جائے۔ کہ وہ جا کر دیکھے۔ تو وہ کہیگا۔ میرے پاس فالتو وقت نہیں ہے۔ پس گو اس کام کا اثر ہے۔ مگر اس کو دیکھنے کے لئے لوگوں میں جوش پیدا نہیں ہوتا۔ معمار ایک مکان تعمیر کرتا ہے اور خاموشی سے اینٹ پر اینٹ لگاتا چلا جاتا ہے۔ اور کام ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا کام دس بیس سال اور بعض اوقات صدیوں تک فائدہ پہنچاتا ہے۔ مگر اس پر لوگوں کا انبوہ اور شور و غل نہیں ہوتا اور نہ بنانے کے وقت اسکی کوئی واہ واہ ہوتی ہے۔ ایسے کام کی پہلے سے بالکل الٹ حالت ہے۔ پہلے کا نتیجہ کچھ نہ تھا۔ مگر واہ واہ اور تعریف بہت تھی۔ اس کی کوئی واہ واہ اور تعریف نہیں ہوتی۔ مگر دانا انسان وہ ہے جو تعریف اور واہ وا پر نہیں جاتا۔ بلکہ یہ دیکھتا ہے۔ کہ جو کام میں کرنے لگا ہوں۔ اس کے نتائج کیسے ہیں۔ جس کام کا نتیجہ کچھ بھی نہیں خواہ اسپر کتنی ہی تعریف ہو وہ خوش ہونے کے قابل نہیں۔ مگر وہ کام جس پر تعریف کچھ نہ ہو۔ لیکن اس کے نتائج اچھے ہوں وہ قابل توجہ ہے۔ پس وہ کام جس کے نتائج اچھے ہیں اس کے لئے اگر لوگ برا بھلا کہتے ہیں۔ ہمدردی نہیں کرتے۔ مگر اس کے اچھے نتائج ہی اس قابل ہوتے ہیں کہ انسان اس کام کو کرے۔

دینی کاموں کی اقسام

بعینہٖ یہی حال دین کے کاموں کا ہے۔ دنیا کے بعض کاموں میں بھی واہ وا زیادہ ہوتی ہے۔ لیکن عقلمند وہی ہے۔ جو نتیجہ کو دیکھے۔ اگر ایک شخص کے کام پر واہ وا بہت ہوتی ہے۔ مگر اس کا نتیجہ کچھ نہیں۔ تو وہ کام قابل قدر نہیں لیکن اگر ایک کام سے اچھے نتائج نکلنے کی امید ہے۔ اور نتائج اچھے نکلتے ہیں۔ لوگ اس کی مخالفت کرتے ہیں تو پرواہ مت کرے۔ اور اگر تعریف کرتے ہیں۔ مگر نتیجہ کچھ نہیں۔ تو وقت کھوتا ہے۔ تو دین کے کاموں میں بھی دونوں پہلو ہیں۔ ایک میں واہ وا بہت ہوتی ہے۔ مگر ایک میں واہ وا کچھ نہیں۔ البتہ اس کے نتائج اعلیٰ درجہ کے ہیں۔

تعریف پسند مبلغ

تبلیغ بھی دو طرح کی ہوتی ہے۔ ایک مبلغ وہ ہوتا ہے جس کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ وہ لوگوں سے تعریف کرائے۔ وہ اپنی تقریر میں لطیفے اور چٹکلے بیان کرتا ہے۔ لوگ اس کی تقریر سنکر ہنستے اور خوش ہوتے اور اس کی تعریف کرتے ہیں۔ مگر ایسی تقریر سنکر جب لوگ گھر جاتے ہیں۔ تو اس کا کچھ بھی اثر ان پر باقی نہیں رہتا۔ البتہ یہ ہوتا ہے۔ کہ پہلے وہ الفاظ کو سمجھنے کے لئے جاتے تھے۔ اور ان کے دل پر ایک رعب ہوتا تھا۔ مگر جب وہ اس قسم کی تمسخر کی باتیں سنتے ہیں۔ اور اسی ذات کے واعظین کی طرف سے سنتے ہیں۔ تو ان پر اس کا اثر اچھا نہیں ہوتا۔ ایسے لیکچرار بیشک خوش کر دیتے ہیں اور لوگ ان کی تعریف بھی کرتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کی طرف سے ان کے دل میں سنجیدگی نہیں رہتی۔ ایسے واعظ درد کا علاج افیون کھلا کر کرتے ہیں۔ اس میں شک نہیں۔ افیون سے درد کا احساس کم ہو جاتا ہے۔ مگر اس سے اصل درد میں کمی نہیں آتی۔ بلکہ اس سے وہ ہمیشہ کے لئے افیون کا عادی ہو جاتا ہے

ایسا شخص اگر اسلام کی تائید کرتا ہے تو اس میں شک نہیں۔ کہ نفس اسلام سے اس کی تقریر کے سننے والوں کو نفرت نہیں ہوتی۔ مگر اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ ان لوگوں کو خدا سے بھی نسبت نہیں رہتی۔ وہ لوگ اس واعظ اور اس کے عقیدہ لوگوں کو برا نہیں کہتے۔ مگر ان میں کوئی روحانی تڑپ بھی پیدا نہیں ہوتی۔ کہ اس شخص نے فتح حاصل کی۔ مگر اس کی فتح اس کے نام کی ہے۔ خدا کے نام کی فتح نہیں۔ اور روحانیت کے لئے فتح نہیں۔ اس بارے میں یہ شخص فتحیاب نہیں ہوا۔ بلکہ ہارا ہے۔

سنجیدہ مبلغ

لیکن اس کے مقابل میں ایک اور شخص ہے۔ جو سنجیدگی سے کام کرتا ہے۔ وہ بولتا ہے تو ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس کے دل میں درد ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے۔ جیسا کہ کوئی پل بناتا ہے۔ گو اس کی تعریف نہیں کی جاتی۔ مگر وہ دنیا کے لئے مفید کام کرتا ہے۔ اسی طرح گو اس شخص کی تعریف نہیں کی جاتی بلکہ لوگ اس کی مخالفت بھی کرتے ہیں۔ مگر اس کے باوجود اس کی باتوں کا قلب پر اثر ہوتا ہے۔ اس کے سننے والے اسکو گالیاں بھی دیتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا ان کے دل میں ایک رعب پیدا ہوتا ہے۔ اس لئے وہ جو کام کرنا چاہتا ہے۔ اس میں کامیاب ہو جاتا ہے۔

مباحثات سے آریوں کی غرض

اس کے بعد میں تبلیغ غیر مسلمین کی طرف خاص طور پر تبلیغ کی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ وہ حصہ ہندوؤں میں تبلیغ ہے۔ ہماری جماعت پر جس طرح تبلیغ کا کام فرض کیا گیا۔ اور حضرت مسیح موعود نے مقرر فرمایا ہے۔ اس کو دیکھتے ہوئے یہ اقرار کرنا پڑتا ہے۔ کہ ہندوؤں میں جہاں تک تبلیغ کا سوال ہے۔ نہیں کی گئی۔ گو جس قدر بھی ہے۔ اس کا غیر احمدیوں پر اثر ہے۔ مگر آریوں سے مقابلہ ایسا ہی ہے۔ جیسا کہ تجربہ ہے۔ کیونکہ آریوں کی غرض حق طلبی نہیں۔ ان کی غرض محض یہ ہوتی ہے۔ کہ ان کی قوم کے لوگ ان کی طرف اسی طرح توجہ کریں۔ اور ان سے ہمدردی کریں۔ چنانچہ کئی جگہ وہ اشتہار شائع کرتے ہیں۔ اور بغیر ہم سے پوچھنے کے لکھ دیتے ہیں۔ کہ احمدیوں سے بحث ہوگی۔ کیا کچھ احمدی آریہ ہو گئے ہیں۔ جن کی وجہ سے ان کو خیال ہے کہ اگر احمدی مقابلہ پر آئینگے۔ تو احمدیوں کو آریہ اپنے ساتھ ملا سکینگے نہیں۔ ایسا نہیں۔ بلکہ انہی میں سے کئی لوگ ہم لائے ہیں۔ پس ان کو ہمارے ساتھ بحث کرکے فتح نہیں ہوئی۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے ہمیشہ ان کو ذلت و شکست اور رسوائی ہوتی ہے۔ لیکن پھر بھی وہ ہمارا نام بحث کے لئے لکھ دیتے ہیں۔ اس کی غرض یہ ہوتی ہے۔ کہ دیگر ہندوؤں پر اثر ڈال سکیں۔ کہ وہ ہندو مذہب کی طرف سے [illegible] اپنے آپ کو ہندو مذہب کا ہمدرد ثابت کرتے ہیں۔ اور یہ ایسی ہی ہمدردی ہوتی ہے۔ جیسا کہ موچی دروازے کے لوگ اسلامیہ کالج کی کرکٹ کے میچوں میں کیا کرتے ہیں۔ ان لوگوں کو یہ خیال ہوتا ہے۔ کہ چونکہ یہ اسلامیہ کالج ہے اور وہ ڈی۔ اے۔ وی کالج یا کسی اور کالج کے لڑکے ہیں۔ اس لئے ہمیں دین کی خدمت کرنی چاہئے۔ اور وہ اپنے ڈنڈے لیکر چل پڑتے ہیں۔ بعینہ اسی طرح یہ لوگ دیگر ہندوؤں پر یہ اثر ڈالتے ہیں۔ کہ ہندو دھرم کی طرف سے ہم لڑتے ہیں۔ اور یہ قدرتی بات ہے کہ اپنا کام کرنے والے سے ہمدردی ہو جاتی ہے۔ اسی طرح آریہ لوگ سناتنیوں اور جینیوں کو دکھاتے ہیں۔ کہ ہم تمہارے ہمدرد ہیں۔ [illegible]

شکست کا سمجھنا مشکل ہے

خواہ ان کو شکست ہی ہو۔ مگر وہ لوگ ان سے ایک قسم کی محبت کرتے ہیں۔ اور شکست کو نہیں سمجھ سکتے۔ اور اپنی شکست کو سمجھنا بھی مشکل ہے۔ شکست کو ہمیشہ غیر جانبدار ہی سمجھا کرتا ہے۔ ایسا ہی اگر مسلمانوں کو شکست ہو تو مسلمان اس کو نہیں سمجھ سکتے۔ اس لئے جب آریوں کو شکست ہوتی ہے۔ تو باقی ہندو ان کو نہیں سمجھ سکتے۔ کہ ان کو شکست ہوتی ہے۔

ہم سے ہمدردی

اس طرح کی ہمدردی کسی حد تک ہمیں بھی غیر احمدیوں سے حاصل ہو جاتی ہے۔ مگر اس سے آریہ بہت فائدہ اٹھاتے ہیں۔ ہمیں اتنا فائدہ حاصل نہیں ہوتا۔ اس لئے کہ مسلمانوں میں وہ یکجہتی کی روح نہیں جو ہندوؤں میں ہے۔ اس لئے ہم اس بارے میں نقصان اٹھاتے ہیں۔ اور ہندو سارے اکٹھے ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں کا تو یہ حال ہے۔ کہ کسی احمدی عالم کی تائید کرنا تو الگ رہا۔ اگر ایک اہلحدیث عالم بھی ہندوؤں وغیرہ سے بحث کرنے جائے۔ تو دوسرا اہلحدیث عالم ہی اس کی دشمنی اور مخالفت کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے۔ اس لئے ہم بھی جب آریوں وغیرہ سے بحث کرتے ہیں تو غیر احمدیوں سے ہمیں ہمدردی حاصل ہوتی ہے۔ لیکن بہت کم۔ کیونکہ ان سے ان کے مولویوں اور طالبوں کو بھی کم ہمدردی ملتی ہے۔ پس درحقیقت [illegible] میں آریہ جیتتے ہیں۔ اور ہم ہار رہے ہیں۔

ہندوؤں میں تبلیغ کا مطلب

اصل چیز ہندوؤں میں تبلیغ کے لئے آریہ نہیں بلکہ وہ کروڑوں ہندو ہیں۔ جو نہ آریوں سے کچھ بھی تعلق نہیں رکھتے۔ وہ سچے طور پر ہندو مذہب کو مانتے ہیں۔ اور ان کی کوئی پولیٹیکل غرض بھی نہیں۔ وہ خدا سے محبت رکھتے ہیں اور غریبوں کی مدد کے لئے خرچ کرتے ہیں۔ وہ بحث مباحثوں میں نہیں پڑتے۔ اور اس کو غیر ضروری خیال کرتے ہیں۔ اس لئے کہ ان کے نزدیک انسان جس مذہب میں پیدا ہوتا ہے وہی اس کی نجات کا موجب ہوتا ہے۔ ہمارا فرض تھا کہ ہم ان کو بتاتے۔ کیا محض اس لئے ہم ان کی طرف توجہ نہیں کرتے۔ کہ وہ مباحثوں میں نہیں آتے۔ اور ان سے مباحثات کے باعث کوئی شور و شر نہیں پڑتا۔ اگر شور و شر ہی تبلیغ مد نظر ہو۔ تو سمجھو کہ [illegible] اکارت گئی۔

انگریزی کے ذریعہ ہم ہندوؤں کو تبلیغ کر سکتے ہیں

لیکن میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس کا باعث ان کی زبان اور خیالات سے ناواقفیت ہے۔ اور آریوں سے بحث وغیرہ میں آسانی ہے۔ کہ ان کی کتابیں اردو میں مل جاتی ہیں۔ ورنہ ہماری جماعت کے لوگوں کو واہ واہ کی [illegible] ضرورت نہیں۔ پس غیر آریہ ہندوؤں کی طرف توجہ نہ کرنے کا باعث واہ واہ کا نہ ہونا نہیں بلکہ ان کے علوم سے ناواقفیت ہے۔ مگر ان لوگوں میں ہماری جماعت کے انگریزی خوان خوب تبلیغ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ ان کا لٹریچر جس قدر انگریزی میں ہے۔ اتنا مروجہ زبانوں میں نہیں ہے۔ انگریزی میں ہندوؤں کے لٹریچر کا اکثر ضروری حصہ آ گیا ہے۔ چنانچہ انگریزی میں وید اور پرانوں کے ترجمے تو میرے پاس بھی موجود ہیں۔ علاوہ ازیں سناتن دھرمیوں، بدھوں، اور جینیوں کی کتابیں بھی انگریزی میں ہیں۔ ان کے ذریعہ ہمارے انگریزی خوانوں کو پتہ لگ سکتا ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کونسی باتیں ہیں۔ جن کا ان پر اثر ہوتا ہے۔ اور کونسی باتیں ہیں جن سے وہ نفرت کرتے ہیں۔ جن باتوں کو وہ پسند کرتے ہیں۔ اگر وہ صحیح ہیں تو ان کو دکھانا چاہئے۔ کہ اسلام میں ان سے اعلیٰ طریق پر

موجود ہیں۔ اور جو غلط ہوں ان کے متعلق بھی صحیح پیش کرنی چاہئیں۔ پس انگریزی زبان کے ذریعہ ان کے لٹریچر کو پڑھ کر ان میں تبلیغ کرنا بہت آسان ہو جاتا ہے۔ اور اس طرح ہمیں ہندوؤں کے وسیع دائرے کی طرف توجہ کرنی چاہئے۔ آریہ بھی محدود ہیں ان کی اغراض بھی بحث مباحثہ سے ہیں۔ کہ ہندوؤں میں ظاہر کریں کہ وہ ہندو مذہب کی طرف سے لڑ رہے ہیں۔ سوا اس کے انہیں کوئی غرض نہیں۔

ہندو عیسائیت کی پناہ میں

دیکھو عیسائی لوگ ۴۰ لاکھ ہندوستانیوں کو عیسائی بنا چکے ہیں۔ یہ اتنی تھوڑی تعداد ہے کہ ابھی ہماری جماعت کی تعداد بھی چالیس لاکھ نہیں ہے۔ مگر یہ لوگ جو اتنی بڑی تعداد میں عیسائی ہوئے ہیں۔ ان ہندوؤں میں سے ہیں جو مذہب کو کوئی بڑا نہیں بناتے ہیں۔ عیسائی مذہب کی سادگی ان کی سمجھ میں آگئی۔ اگر اسلام ان کے سامنے پیش ہو تو وہ اس کو قبول کر سکتے ہیں۔ ان چالیس لاکھ میں سے ۳۰ لاکھ ہندو ہیں۔ جو ادنیٰ ذاتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

اگر ہم ہندوؤں میں تبلیغ کریں تو یقیناً کامیاب ہونگے

اگر ہمارے آدمی بھی ان کے مذہب کی واقفیت پیدا کریں۔ تو میں نہیں سمجھ سکتا۔ کہ عیسائیت کے مقابلہ میں ہمیں کامیابی نہ ہو۔ وہ مشرک لوگ ہیں۔ انہوں نے لاکھوں کروڑوں دیوتاؤں کو مان رکھا ہے۔ ان کے سامنے جب تین اقنوم پیش کئے گئے تو ان لاکھوں کے مقابلہ میں انہوں نے ان تین کو ترجیح دی۔ مگر جب ان کے سامنے توحید پیش کی جائیگی۔ اور سچے واحد خدا کو پیش کیا جائیگا۔ تو وہ یقیناً اس کو قبول کریں گے۔ جب تین خدا ان کو مسخر کر سکتے ہیں۔ تو حقیقی خدا یقیناً ان کو مسخر کریگا۔ علاوہ اس کے اسلام ایک سوسائٹی رکھتا ہے۔ اور اس کے اندر ایک جماعت ہے۔ ہماری جماعت کو چاہئے کہ ان کے لٹریچر کو پڑھے۔ اور اس وسیع میدان کی طرف توجہ کرے۔ اگر ان کی طرف توجہ نہ کی گئی تو اس کی یہ مثال ہوگی کہ جیسے کوئی شخص کسی چیز کی کان میں جائے اور خالی ہاتھ آ جائے۔ ہندوستان میں اس وقت ۲۴ کروڑ ہندو بستے ہیں۔ اگر قلیل سے قلیل اندازہ بھی کریں تو کروڑوں ہماری طرف آ جائیں گے۔ یہ سات کروڑ مسلمان جو ہندوستان میں موجود ہیں۔ باہر سے نہیں آئے تھے۔ بلکہ ان کا اکثر حصہ یہیں کے لوگوں میں سے آیا ہے۔ پس یہ سمجھنا چاہئے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو یہ چالیس کروڑ کے چالیس کروڑ ہی ہمارا شکار ہونگے۔ اور ان میں سے ایک بھی باہر نہیں رہیگا۔ ہمیں اپنی نیت خالص رکھنی چاہئے۔ اور [illegible] دھیان نہیں کرنا چاہئے۔ ہمیں یہ نیت کرنی چاہئے۔ کہ اسلام کا وہ جھنڈا جو نیچا ہو گیا تھا۔ اسی کو گاڑ دیں۔ لوگوں کے دلوں میں اسلام کی محبت گھر جائے۔

دوسرے خطبہ میں فرمایا۔

جنازہ

آج جمعہ کی نماز کے بعد بقا محمد صاحب مرحوم کا جنازہ پڑھونگا جو ایک مخلص شخص تھے اور رہتاس میں رہتے تھے۔ وہاں اکیلے تھے۔ اور ان کا جنازہ وہاں نہیں پڑھا گیا۔

امرتسر میں آریوں سے مباحثہ

مسئلہ تناسخ پر گفتگو

(تیسرے دن (۲۷ر نومبر) کی کارروائی)

۲۷ر نومبر کی رات کو جب ہم جلسہ گاہ میں گئے تو پہلے مباحثہ شروع ہونے کے پہلے آریہ سماج کے پردھان نے تقریر کی جس میں بتایا۔ کہ ہم مباحثہ سے گریز کرتے ہیں۔ اس پر باوجودیکہ حافظ صاحب کو گلے کی شکایت بدستور تھی۔ آپ نے جواب دیا اور فرمایا۔ کہ ہم زیادہ دن لگ جانے کی وجہ سے مجبور ہیں۔ اور تم لوگ یہیں کے رہنے والے ہو۔ دن کو اپنا کام کرتے ہو۔ اور شام کو مباحثہ بھی سن لیتے ہو۔ پھر کہا۔ کہ اگر تم اس کو فرار جانتے ہو۔ تو آؤ آج رات ہی ہم تینوں مضامین پر بحث کرلیں۔ پہلے تناسخ کا مسئلہ ہو جائے پھر قدامت روح و مادہ کا پھر نیوگ کا سحری کے وقت۔ پس اگر تم میں ہمت ہے۔ ایک ہی رات میں اتنے مباحثہ کرو۔ ورنہ آج کا مباحثہ شروع کرو۔ ہم زیادہ باتیں نہیں سنینگے۔ اس زبردست تقریر سے وہ مبہوت ہو گیا۔ انہوں نے خیال کیا تھا۔ کہ شاید احمدی دب گئے ہیں۔ مگر جب یہ تقریر سنی۔ تو صاف کہدیا کہ ہم مباحثہ شروع کرواتے ہیں۔ آپ تشریف رکھئے۔

آریہ مناظر کی تقریر

ان کی طرف سے نئے لیکچرار مسٹر کالی چرن جی کی نسبت اپدیشک نے بیان کیا۔ کہ وہ مولوی فاضل ہیں۔ تقریر کرنے لگے۔

ان کی تمام تقریر کا خلاصہ یہ تھا۔ کہ دنیا میں ہم اختلاف دیکھتے ہیں۔ کوئی کانا کوئی لنگڑا۔ کوئی بہرا۔ کوئی لولا۔ کوئی غریب کوئی امیر ہے۔ اس پر جب ہم غور کرتے ہیں۔ اور سوال کرتے ہیں۔ کہ یہ کیوں ہوا۔ تو اگر جواب ملے۔ کہ خدا تعالیٰ نے کیا۔ تو ہم پوچھینگے۔ یونہی یا کسی وجہ سے۔ اگر یونہی ہو تو چونکہ خدا تعالیٰ نیاکاری یعنی عادل ہے اس پر اعتراض ہوتا ہے۔ اگر کہو کسی وجہ سے اس نے کیا تو پھر وہ وجہ اعمال ہی ہیں۔ اور یہی تناسخ ہے۔

اسی طرح چونکہ خدا تعالیٰ کے کام بغیر سبب کے نہیں ہوتے۔ ضروری ہے کہ یہ جو لولے لنگڑے ہیں۔ ان کا سبب کچھ ہو۔ اور اگر کہا جاوے۔ کہ تناسخ ہے۔ تو جواب سے تسلی ہو جاتی ہے۔ پھر وید منتر کا حوالہ دیا۔ اور فارسی کا یہ شعر پڑھا ؎

ہفت صد ہفتاد قالب دیدہ ام
ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام

احمدی مناظر کی تقریر تناسخ پر اعتراض

ہماری طرف سے جناب حافظ روشن علی صاحب اٹھے اور فرمایا۔ کہ ماحصل اس تقریر کا یہ ہے کہ اختلاف کیوں ہے۔ اگر اختلاف کی وجہ تناسخ مانا جاوے۔ تو عقدہ حل ہو جاتا ہے۔ ورنہ تسلی نہیں ہوتی۔ اس پر میں یہ استحالے پیش کرتا ہوں۔

ا۔ یہ غلط ہے کہ اختلاف کی وجہ تناسخ ہے۔ ہاں سوال ضرور پیدا ہوتا ہے۔ کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ مگر یہ کہدینا کہ تناسخ ہی ہے۔ غلط ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے۔ کہ رات کو کسی آدمی کو جاتے دیکھ کر انسان خیال دوڑائے۔ کہ گاڑی کا وقت نہیں ہے۔ کچہریاں بند ہیں۔ بازار بند ہیں۔ تو ثابت ہوا۔ کہ یہ شخص ضرور چوری کے لئے جاتا ہے۔ حالانکہ ہو سکتا ہے۔ کہ وہ طبیب ہو۔ کسی بیمار کو دیکھنے جا رہا ہو

یا کوئی اور دکھیا آدمی ہو۔ جو حکیم کو بلانے جاتا ہو۔ یا کسی اور ضروری کام کے لئے باہر جاتا ہو۔ کئی سبب ہو سکتے ہیں۔

۳۔ وید سے ثبوت نہیں دیا۔ کہ صرف اختلاف کی وجہ تناسخ ہوتا ہے۔ ۴۔ اگر اختلاف کی علت تناسخ ہے۔ تو خدا اور روح اور مادہ کی صفات میں کیوں اختلاف ہے۔ کیا اعمال کی وجہ سے خدا خدا ہے۔ جو غالب ہے۔ اور روح و مادہ مغلوب ہیں۔ ۵۔ سورج و چاند میں کیوں اختلاف ہے۔ بعض زمینوں میں خاص خاص قسم کے گھوڑے ہوتے ہیں۔ کیا وہاں فسٹ کلاس کے گناہ ہوتے ہیں۔ اور دوسری جگہ تھرڈ کلاس کے۔ ۶۔ عرب کے گھوڑے اعلیٰ ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں ٹٹو۔ انگریزوں کے کتے اعلیٰ پرورش پاتے ہیں۔ دوسرے یونہی خراب حالت میں ہوتے ہیں۔ کیا یہ اعمال کی وجہ سے ہے۔ ۷۔ بعض ملکوں میں بعض پھل ہوتے ہیں۔ دوسری جگہ وہ ہوتے ہی نہیں۔ کیا اس کی وجہ بھی اعمال ہی ہے۔ ۸۔ اگر حیوانات و نباتات کی جونیں انسان کے لئے بنائی گئی ہیں۔ جاتا ہے۔ تو جب روح و مادہ کو چھوڑ کر خدا نے انسان بنایا۔ اس وقت تک محتاج الیہ الانسان اشیاء نہیں۔ تو وہ کیسے بنی تھیں۔ ۹۔ تناسخ سے گوشت خوری اور جیو ہتیا کا بھی جواز ثابت ہوتا ہے۔ کہ ایشور نے شیر بنایا اور گوشت اس کے کھانے کے لئے بنایا۔ گویا اجازت دی۔

۹۔ تناسخ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ ایشور نیکی زیادہ نہیں ہونے دیتا۔ بلکہ بدی پر ہی مجبور رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اگر اچھے اعمال کر کے ساری دنیا کے لوگ اعلیٰ انسان بن جاویں۔ تو گھوڑے بیل وغیرہ کہاں سے بنائے۔ جیسا کہ نئی جونوں کو پیدا نہیں کر سکتا۔ ۱۰۔ پھر تناسخ کے ماننے سے ایشور دیالو کرپالو نہیں رہتا۔ کیونکہ جو کچھ ملتا ہے۔ وہ اپنے اعمال کی وجہ سے ملتا ہے۔ ایشور کا اس میں کیا تعلق ہے۔

۱۱۔ پھر ایشور سے انس نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جب ہم سے جو سلوک کرتا ہے۔ ہمارے اعمال کی وجہ سے کرتا ہے۔ تو اس کا احسان ہم پر کیا ہوا۔ ۱۲۔ پھر تناسخ سے خدا تعالیٰ کمزور ثابت ہوتا ہے۔ کیونکہ کمزور حکومت کو دو بادشاہ بھی اپنی قید سے کسی غیر کو قید نہیں رہا کرنے دیتے۔ لیکن مسلمان اور دوسرے گوشت خور آدمی خدا کی گنہگار جونوں کو ان کے جرائم سے ذبح کر کے رہا کرتے ہیں۔ ۱۳۔ بعض گناہ کی متعدد جونیں سزا ہے۔ جیسے برہمن کو مارنے کی ۱۴ جونیں سزا ہے۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کیا فاعل کے مختلف ہونے کی وجہ سے یا قتل کی نوعیت میں فرق ہونے کی وجہ سے یا برہمن کے علیٰ جاودانی چھوٹا بڑا یا عورت مرد ہونے کی وجہ سے یہ فرق ہے۔

۱۴۔ بعض جونوں میں جانے کا سبب بتایا گیا ہے۔ مگر اکثر کا نہیں بتایا گیا۔ کاش کہ بتایا جاتا۔ تا جس چیز کی ضرورت ہوتی۔ اس کی فیکٹری اور کارخانہ کھول دیا جاتا۔ ۱۵۔ تناسخ کے ماننے سے ماں بہن اور دادی خالہ وغیرہ سے شادی کرنا لازم آتا ہے۔ ۱۶۔ تناسخ سے لازم آتا ہے کہ کبھی ایسا وقت آجائے۔ کہ دنیا میں عورتیں ہی عورتیں ہو جاویں۔ اور کبھی مرد ہی مرد مگر ایسا ہونا کارخانہ جہان کے انتظام کے مخالف ہے۔ ۱۷۔ ایشور سے دشمنی پیدا ہوتی ہے۔ کیونکہ وہ رحم کر نہیں سکتا۔ اور توبہ قبول کرنے پر قادر نہ ہوا۔ اس سے یہ خیال ہوگا۔ کہ بے تحاشا لاکھوں جونوں میں ڈالیگا۔ اس سے خاک انس ہوگا۔

۱۸۔ پھر سزا عبرت کے لئے ہوتی ہے۔ اگر مجرم کو پتہ ہی نہ ہو۔ کہ کس گناہ کے بدلے اسے سزا ملی ہے۔ تو وہ عبرت کیسے پکڑیگا۔ یا غیر کو معلوم نہ ہو۔ تو وہ کیسے عبرت پکڑیگا۔ ۱۹۔ تمہاری کتابوں میں لکھا ہے۔ کہ گوشت کھانے والے جانور کی جون میں ماں سے جماع کرنے والا جاتا ہے۔ کیا حساب دان حساب سے اندازہ لگا کر بتا دینگے کہ صحیح ہو سکتا ہے۔ دنیا میں مائیں کتنی ہیں۔ اور ان سے جماع کرنے والے کتنے ہیں۔ اور گوشت خور حیوانوں وغیرہ کی تعداد کیا ہے۔ ۲۰۔ پھر روح و مادہ کے کون سے اعمال مقتضی تھے۔ کہ خدا نے ان کو چھوڑ دیا۔

آریہ مناظر کے جوابات

ان اعتراضات کے جواب میں مختلف باریوں میں آریہ مناظر نے سوائے ان باتوں کے اور کچھ نہ پیش کیا۔

۱۔ قرآن میں ہے خدا نے بندر سور انسانوں کو بنایا۔ اور ڈارون تھیوری بھی تناسخ کی تائید کرتی ہے۔ ۲۔ لکھا ہے کلما نضجت جلودھم بدلناھم جلودا۔ کہ پہلے جسم جب ان کے جل جاوینگے۔ تو نئے جسم دیئے جاوینگے اور یہی تناسخ ہے۔

احمدی مناظر کی تقریر

جس میں ان کا جواب دیا گیا۔ کہ تناسخ کی تعریف اس دنیا میں بواسطہ موت روح کا ایک قالب چھوڑ کر دوسرے میں داخل ہونا ہے۔ لیکن منشاء مندرجہ بالا ان تھیوری کا یہ منشاء ہے۔ کہ بندر وغیرہ کے قالب چھوڑ کر انسان بنے۔ اور قرآن کا یہ منشاء ہے۔ کہ انسانوں کا قالب چھوڑ کر بندروں کے قالب میں داخل ہوگئے۔ بلکہ ان کی شکل کو بندر کی شکل بنا دیا گیا ہے۔ جیسے کہا جاتا ہے۔ کہ فلاں کو ملامت کر کر کے سور بنا دیا۔ یا ڈانٹ کر الو بنا دیا۔ اور دوسرا جسم کے جلنے کے بعد کی تبدیلی ہے۔ وہاں لفظ جسم نہیں۔ بلکہ چمڑے کا لفظ ہے۔ اور پھر یہ تو جہنم میں جا کر ہوگا۔ مگر بحث تو اس دنیا میں تناسخ کی تھی۔ اگرچہ یہ شرط تھی کہ الزامی جواب نہ دئے جائینگے۔ لیکن جناب حافظ صاحب نے آریہ سماج کے مناظر کو اجازت دیدی کہ جہاں تک تم کوشش کر سکتے ہو کر لو۔ لیکن آریہ مناظر نہ ہمارے اعتراض اٹھا سکے نہ الزامی جوابوں سے ہم پر اعتراض قائم کر سکا۔

پہلے اور دوسرے دن ہندوؤں کی عورتیں بھی شامل ہوتی رہیں۔ مگر تیسرے دن عورتیں نہ آئیں۔ تیسرے دن پہلے دونوں دنوں سے مجمع بہت زیادہ تھا۔ اور قصبہ کے مسلمان خوب دلچسپی سے سنتے تھے۔ اور اس مباحثہ میں کئی ایک غیر احمدی علماء میں سے بھی اس میں شامل تھے۔

اس مباحثہ کی ایسی دلچسپی ہوئی۔ کہ بعض ہندو معزز اصحاب بھی مباحثہ کے بعد ملنے آئے۔ اور ہمارے دلائل کی تعریف کی۔

غلام احمد مولوی فاضل

مطبوعات جدیدہ

احمدی کی رویا کا واقعہ موجودہ بہشت کی شہنیت

اس عنوان سے مولوی کرم داد صاحب احمدی دوالمیال کا جو مضمون الفضل میں شائع ہو چکا ہے۔ اسے شیخ احمد صاحب کی انجمن میرٹھ نے اشتہار کی صورت میں شائع کیا ہے۔

حق کی فتح اور باطل کی شکست کا آسان طریق

مذکورہ بالا اشتہار کی دوسری طرف اس عنوان سے ایک مضمون چھاپا گیا ہے جس میں غیر احمدی علماء کے سامنے فیصلہ کا طریق پیش کیا گیا ہے۔ یہ اشتہار احباب محصول ڈاک بھیجکر انجمن احمدیہ میرٹھ سے منگوا سکتے ہیں۔ جن کی اشاعت انشاء اللہ مفید ہوگی۔

ہندوستان کی خبریں

آریہ سماج لاہور کا جلسہ آریہ سماج لاہور کا جلسہ آخری ہفتہ نومبر میں ہوا۔ جس میں ۴۲½ ہزار روپیہ چندہ ہوا۔

اسیران سیاسی کی رہائی کا ریزولیوشن نامنظور کلکتہ ۲۷ نومبر آج بنگال کونسل میں وہ قرارداد جس میں مطالبہ کیا گیا تھا۔ کہ ان اسیران سیاسی کو رہا کر دیا جائے۔ جن پر اس قسم کا کوئی جرم عاید نہیں کیا گیا۔ کہ انہوں نے تشدد کیا یا کسی کے مال و منال کو نقصان پہنچایا۔ یا کسی کو ایسا کرنے کا اشتعال دلایا۔ اسوقت مسترد کر دی گئی۔ جبکہ آنریبل مسٹر سٹیفنسن نے حکومت کی حالت بیان کرکے کہا۔ کہ یہ ریزولیوشن منظور نہیں کیا جا سکتا۔

فوجی اکالیوں کا تیسرا جتھہ ترنتارن کو امرتسر ۲۷ نومبر سکھ فوجی وظیفہ یافتگان کا تیسرا جتھہ آج ترن تارن کی طرف روانہ ہو گیا۔ ابھی معلوم نہیں کہ ان کا مقصد کیا ہے۔

یورپین خاوند طلاق چاہتا ہے مدراس ۲۵ نومبر مسٹر جسٹس کمار سوامی شاستری کی عدالت عالیہ میں طلاق کا ایک دلچسپ مقدمہ جو بیوی کی بدچلنی کی بنا پر دائر کیا گیا تھا چل رہا ہے۔ اس مقدمہ میں لانس کارپورل ڈبلیو ڈی بیل نے جو سکاٹ لینڈ کی پلٹن میں ملازم ہے۔ اپنی عورت مسز بیل سے جو مسٹر اور مسز گاٹ ساکن بنگلور کی بیٹی ہے۔ لانس کارپورل۔ لانس گلبرٹ اور سارجنٹ کے کارنوال کے ساتھ ناجائز تعلقات رکھنے کی بنا پر طلاق لینے کے علاوہ اول الذکر مدعاعلیہ پر دو ہزار روپیہ کی نالش کر دی ہے عدالت میں مدعی نے وہ خطوط پیش کئے۔ جو اسکی بیوی نے اپنے شوہر کو لکھے تھے۔ اور جن میں اس نے اپنی خطا کا اعتراف کیا تھا۔

گوردواروں کے متعلق اکالیوں کی مہاسبھا منڈل کا اعلان امرتسر ۲۵ نومبر اکالی مہا منڈل نے ایک اعلان میں بیان کیا ہے کہ حکومت اس نرم رویہ پر پشیمان ہو گی جس سے اس نے اکالیوں کو کھلے بندوں چھوڑ دیا ہے۔ اکالی اپنے ذرائع استعمال کر رہے ہیں۔ اور اکالی تمام گوردواروں پر قبضہ کرنے کے بعد بھی مطمئن نہ ہونگے۔ بلکہ پنجاب کا مطالبہ کریں گے۔

پلیگ کے باعث مکانات چھوڑنے کا حکم سیلم ۲۵ نومبر ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ نے اگاہرم اور دیگر بازاروں کے لوگوں کو حکم دیا ہے۔ کہ پلیگ کی وبا پھیلنے کی وجہ سے وہ اپنے گھروں کو خالی کر دیں۔

جذامیوں کا انتظام بہرام پور ۲۷ نومبر چار سو ایکڑ زمین جنگل پٹہ میں مریضان جذام کی رہائش کے لئے پسند کی گئی ہے صلیب احمر نے ایک لاکھ روپیہ دینے کا وعدہ کیا ہے۔

متوفی اکالی کا جنازہ امرتسر ۲۷ نومبر اکالی کرشن سنگھ کے جنازہ کو جو پوسٹل جیل لاہور سے رہا ہوتے ہی نمونیہ سے فوت ہو گیا امرتسر میں پھرایا گیا۔ جنازہ کے ہمراہ لاتعداد مجمع تھا۔ اور بہت سے جتھے تھے۔

کابل میں تخفیف مصارف کی کوشش الہ آباد ۲۶ نومبر کا پائنیر کا سرحدی نامہ نگار۔ برقی پیغام کے ذریعے اطلاع دیتا ہے۔ کہ کابل میں آجکل تخفیف مصارف کی بہت کوشش ہو رہی ہے۔

حضور امیر عدالتوں کے اخراجات کو بہت کم پیمانے پر لائے ہیں۔

کابل میں تار برقی کا سلسلہ کابل اور قورم کے درمیان ٹیلیگراف کا سلسلہ ۵۳ میل تک قائم ہو چکا ہے۔

مسٹر داس کو بنگالیوں کا خطاب حال میں کلکتہ میں بڑے بڑے پوسٹر بازاروں اور گلیوں میں چسپاں کئے گئے ہیں۔ جنکا عنوان ہے یعنی ہندوستان کا سب سے بڑا غدار۔ یہ خطاب مسٹر سی آر داس کو جو آئندہ نیشنل کانگرس کے صدر ہیں۔ ا ر جی نے دیا ہو۔ ...

رہتک میں ایک نیا مرض رہتک میں ایک نئی قسم کا وبائی بخار پھیل رہا ہے۔ اکثر یورپین اور دیگر افراد اس بخار کا شکار ہو رہے ہیں ابھی اس کی قطعی تشخیص نہیں ہوئی۔

ممالک غیر کی خبریں

شاہ یونان کو قید کر لیا گیا پیرس ۳۰ نومبر۔ بلغراد کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ شاہ یونان نے وزراء اور دیگر افسروں کے قتل کو روکنے کی ناکام کوشش کرنے کے بعد ملک سے چلے جانے کی خواہش ظاہر کی۔ حکومت یونان نے اسے محل شاہی کے اندر نظربند کر دیا ہے۔

تین یونانی جرنیلوں کی گرفتاری ایتھنز۔ یکم دسمبر۔ تین یونانی جرنیل ایتھنز میں گرفتار کر لئے گئے ہیں۔

برطانیہ اور جدید خلیفۃ المسلمین قسطنطنیہ۔ ۲۹ نومبر۔ برطانیہ عظمیٰ کے قائم مقام ہائی کمشنر مسٹر نیول ہینڈرسن نے جدید خلیفۃ المسلمین سے جو ملاقات کی ہے وہ پرائیویٹ ملاقات تھی۔ اس سے یہ ہرگز نہ سمجھا جائے۔ کہ برطانیہ نے جدید خلیفہ کو تسلیم کر لیا ہے۔

مس میکسوینی کا مقاطعہ جوعی لنڈن ۲۷ نومبر۔ مس میری میکسوینی کا مقاطعہ جوعی کو آج چوتھا ہفتہ شروع ہو گیا ہے۔ جو ماؤنٹ جوئی جیل میں مقید ہے۔

روس کا ترکی سے سلوک روس کی یوزافی ۲۹ نومبر مسٹر راکوسکی نے بیان کیا کہ روس نے ٹرکی کو خود مختار سلطنت تسلیم کرتے ہوئے مراعات کو منسوخ کر دیا ہے۔ اور ان تمام قرضوں پر خط تنسیخ کھینچ دیا ہے جو روس کو ٹرکی کی طرف سے واجب الادا تھے۔

سابق خلیفۃ المسلمین کا خرچ سابق سلطان ٹرکی کے قیام کے مصارف کے متعلق برطانوی ذمہ داری کے متعلق سوال کا جواب دیتے ہوئے مسٹر رانلڈ مکنیل نے بیان کیا۔ کہ اس سوال پر غور کیا جا رہا ہے۔ کہ سلطان کے مالٹا میں عارضی قیام کے ناگزیر مصارف کے لئے برٹش گورنمنٹ کو کس قدر خرچ ادا کرنا چاہئے۔ اس امر کے متعلق تحقیقات کی جا رہی ہے۔ کہ سلطان ٹرکی کے پرائیویٹ ذرائع آمدنی کسقدر ہیں۔

افغانستان میں اطالی کمپنی روما ۲۹ نومبر بیان کیا گیا ہے کہ ایک اطالی کمپنی نے افغانستان میں موٹر ٹریفک کا اجارہ لے لیا ہے جس میں ڈاک کی خدمت شامل ہے۔

وزارت مصر مستعفی ہو گئی قاہرہ ۲۹ نومبر۔ مخالف جماعت کے مخاصمانہ رویہ کی وجہ سے وزارت مستعفی ہو گئی ہے۔ جو نزیت پاشا نے ترتیب دی تھی

نئے خلیفۃ المسلمین کی رسم تاجپوشی قسطنطنیہ ۲۴ نومبر۔ آج نئے خلیفہ کی رسم مسند نشینی ادا کر دی گئی۔ جس میں کوئی حادثہ نہیں ہوا۔ رسم کے وقت خلیفہ عبا چغہ پہنے ہوئے تھے۔ جن پر خاندان عثمانیہ کے امتیازی نشانات لگے تھے۔ خلیفہ کی شان بڑی دلکش تھی۔ خلیفہ کو طلائی کنجی تبرکات کے صندوق کی دی گئی۔ خلیفہ نے اول وہ صندوق کھولا جس میں رسول کی چادر تھی۔ جو ۴۰ ریشمی تہ میں لپٹا ہوا تھا۔ خلیفہ نے ہر تہ کو ادب کر بوسہ دیا۔ پھر صندوق کھولا جس میں رسول کی ڈاڑھی مبارک اور دیگر تبرکات اور دیگر خلفاء کی اشیاء تھیں نقیب الاشراف نے جو رسول کی نسل سے ہے دعا مانگی اور خلیفہ اندر کی عمارت میں گئے جہاں شاہی خاندان اعلیٰ درباری اور بڑے بڑے علماء نیم دائرہ میں طلائی تخت کے گرد کھڑے تھے۔ انہوں نے خلیفہ کے دست مبارک کو بوسہ دیا۔ اس کے بعد خلیفہ معہ رفعت پاشا گاڑی کی سواری میں مسجد سلطان محمد میں گئے۔ جہاں نماز پڑھی سابق رسم سے اس قدر اختلاف تھا۔ کہ تلوار عثمانی کمر سے نہ لٹکائی گئی اور یہ کہ خطبہ عربی کی جگہ ترکی میں پڑھا گیا۔

نئے خلیفۃ المسلمین کا ارشاد لندن ۲۷ نومبر۔ مارننگ پوسٹ کے نامہ نگار مقیم قسطنطنیہ نے ہز ہائینس خلیفۃ المسلمین کے ساتھ ملاقات کی آپ نے اظہار اطمینان فرمایا۔ کہ ترکی معاملات کی ڈور کا سرا آجکل فی الواقع حیرت انگیز اشخاص کے ہاتھ میں ہے جن کی دماغ دور اندیشی اور سیاسی ذکاوت سے معمور ہیں خلافت کی حیثیت میں تغیرات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خلیفۃ المسلمین نے فرمایا۔ اگرچہ ہم سیاسیات میں حصہ نہیں لیں گے لیکن اسلام کے روحانی مقتدا ہونے کی حیثیت سے ہمارے مشیر ہماری ہدایات کو غور سے سنا کریں گے

موجودہ خلافت ترکی کی حقیقت بمبئی ۲۷ نومبر۔ مرالطیلغی۔ جلال الدین عارف بے نے

روما سے حسب ذیل پیغام بحری مجلس ترکیہ خلافت نے ارسال کیا ہے۔ کہ جدید قانون کے مطابق سیادت حکومت ترکیہ اور مجلس عالیہ ملیہ کے ہاتھ میں ہو گی اگرچہ اس قانون سے شخصی اثر و رسوخ کا خاتمہ ہو گیا ہے۔ لیکن اس سے خلافت اسلامیہ محفوظ ہو گئی۔ خلافت کی حفاظت کا بار ملت و حکومت ترکیہ ہی کی گردن پر رہے گا جو صدہا سال سے خلافت کی حفاظت کر رہی ہے۔

سابق سلطان ۷۵ ہزار پونڈ ہمراہ لے گیا پیرس ۲۵ نومبر۔ قسطنطنیہ کا پیغام ہے کہ سابق سلطان نے روانگی سے تین دن پیشتر عثمانیہ بنک سے ۷۰ ہزار ترکی پونڈ نکال لئے۔ جو اس کے نام پر درج تھے۔ اور اپنے جواہرات پر ۵ ہزار پونڈ پیشگی قرضہ لئے

قسطنطنیہ سے گذشتہ چند ہفتوں میں فرار ..... ۵۰ ہزار اشخاص قسطنطنیہ سے باہر چلے گئے ہیں۔

لاسین میں حکومت مصر کو دعوت قاہرہ ۲۴ نومبر معلوم ہوتا ہے کہ برطانیہ عظمیٰ نے فرانس اور اطالیہ کی حکومتوں سے شرکت کی درخواست کی ہے تا کہ حکومت مصر کو دعوت دی جائے۔ کہ وہ اپنے سرکاری مندوبین مجلس لاسین میں بھیجکر مصر کے معاملات پر بحث کے موقعہ پر اپنی رائے کا اظہار کرے۔

لاسین کانفرنس میں ایک ہفتہ کی کارروائی لندن ۲۶ نومبر۔ یونان۔ کانفرنس کا ہفتہ بھر کا کام یہ ہے کہ ترکی کی یورپی سرحد مرتفعی کے ساتھ ساتھ طے کی گئی ہے۔ مغربی تھریس یونان کو دیا گیا ہے۔ اور ترکی۔ اور بلغاریہ و یونان کے مابین ایک ایسا وسیع خط قائم کیا جائے جس میں فوج نہ رکھی جائے۔

یونان میں نئی وزارت اتھنز ۲۶ نومبر۔ کرنل گوناٹاپو نے پانچ فوجی افسروں اور ۲ ملکی افسروں کے ساتھ ایک نئی وزارت قائم کر لی ہے۔

بادشاہ رومانیہ پر حملہ کی خبر غلط بوچرسٹ ۲۵ نومبر۔ بادشاہ رومانیہ پر حملہ کرنے کی جو خبر شائع ہوئی ہے وہ غلط ہے۔

وزارت کے بعد مضمون نگاری لندن ۲۴ نومبر۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ مسٹر لائڈ جارج سابق وزیر اعظم نے ایک امریکن اخبار کو مضامین کا سلسلہ بہم پہنچانے کے لئے وعدہ کر لیا ہے۔ پہلا مضمون دسمبر کے کسی پرچہ میں شائع ہو گا۔

آئرلینڈ کے پولیٹکل قیدی لندن ۲۵ نومبر۔ آج ممبر پارلیمنٹ ہم سو پولیٹکل قیدی پولیس کی بھاری تعداد کے ماتحت جہاز پر بٹھا کر کہیں جلا وطن کر دئے گئے ہیں۔ ڈبلن میں جیل کی بھوک ہڑتال کی وجہ سے جو جوش پیدا ہوا تھا اب وہ دور ہوتا جا رہا ہے۔

سابق وزیر یونان کو سزائے موت اتھنز ۲۸ نومبر۔ سابق یونانی پارلیمنٹ اور چند فوجی افسران کے خلاف مقدمہ کا فیصلہ ہوا۔ ۶ کو سزائے موت ۲ کو عمر قید کی سزا دی گئی

پھانسی دی گئی اکسفورڈ ۲۹ نومبر ۶ یونانی وزراء اور افسران کو جن کو نئی یونانی پارلیمنٹ کی عدالت خاص سے سزائے موت ملی تھی۔ اتھنز میں پھانسی دیدی گئی۔ ایک سابق وزیر اعظم بھی تھے۔ جو بہت سخت بیمار تھے۔

یونان سے برطانوی وزیر کی واپسی پھانسی ملنے کے بہت جلد بعد مسٹر لنڈے برطانوی وزیر مقیم اتھنز نے تم گورنمنٹ سے پاسپورٹ کی درخواست کی کہ اسے اپنی گورنمنٹ سے واپس آ جانے کا حکم دیا ہے

کمالیوں کے مخالف برطانوی پناہ میں پیرس ۲۷ نومبر قسطنطنیہ کا پیغام مظہر ہے کہ ۲۴ مزید کمالیوں کے مخالف انگریزی جہاز میں پناہ لی ہے۔ وہ بھی بہت جلد مالٹا میں بھیجے جائینگے۔

ترکی کا امریکہ سے معاہدہ واشنگٹن ۲۷ نومبر۔ صوبجات اضلاع متحدہ امریکہ کی طرف سے ترکی کیساتھ علیحدہ معاہدہ کے متعلق ایک اعلان میں ذکر کیا گیا ہے لاسین میں فیصلہ ہو گا۔ اسکو پورا کرنے کے لئے اس کے سوا اور کوئی طریقہ نہیں۔

باہتمام شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری بی اے پرنٹر و پبلشر ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھپکر مالکان کے لئے شائع ہوا۔